تار کا پتہ "الفضل" قادیان بٹالہ

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ۖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

THE ALFAZL QADIAN

قیمت فی پرچہ

اخبار الفضل قادیان

ہفتہ میں دو بار

ایڈیٹر: غلام نبی

نمبر ۸۹ | مورخہ ۱۶ مئی سنہ ۱۹۲۴ء یوم جمعہ | مطابق ۱۱ شوال سنہ ۱۳۴۲ | جلد ۱۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت بوجہ نزلہ وزکام ناساز رہی۔ اللہ تعالیٰ ابرنافع للناس وجود باجود کو صحت عافیت کے ساتھ ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ اب خدا کے فضل سے اچھے ہیں۔

لنڈن میں جو ایک شاہی نمائش بڑے پیمانہ پر قرار پائی ہے۔ اس کے ساتھ ایک مذہبی کانفرنس بھی ہونے والی ہے۔ امید کرنی چاہیئے کہ ہمارا صیغہ دعوت وتبلیغ اور ہمارا احمدیہ مشن اس کے متعلق اپنے فرائض کو بہ اہتمام خاص ادا کریگا۔

بیت المال کی طرف سے چندہ چالیس ہزاری و چندہ فصلانہ کے لئے ضابطہ یاد دہانیاں کرائی جارہی ہیں۔ جماعتوں کو توجہ کرنی چاہیئے ۔

بلادِ غیر میں تبلیغ

(نوشتہ مولوی عبدالرحیم صاحب مبلغ)

مصری لیگیشن

ہز اکسیلنسی جنرل عزۃ الدین پاشا عزت کونسل جنرل مصر ان دنوں معہ عملہ سفارت کارلٹن ہوٹل میں مقیم ہیں۔ عاجز آپ سے ملنے اور "سفارت مصر" کے قیام پر مبارکباد دینے کے لئے وہاں گیا۔ ممبران شاف۔ سکرٹریان۔ امام اور خود ہز اکسیلنسی سفیر سے ملاقات کی۔ صاحب موصوف بہت بااخلاق آدمی ہیں۔ سلسلۂ عالیہ احمدیہ کے مخصوص مسائل اور سیدنا حضرت مسیح موعود کے دعاوی کو آپ نے نہایت توجہ وغور سے سنا۔ اور دارالتبلیغ احمدیہ میں تشریف لانے کا وعدہ فرمایا۔ آپ انگریزی نہایت فصاحت سے بولتے ہیں۔ اور بہت ہی بیدار مغز آدمی ہیں۔ بعض مصری طلباء کی احمقانہ تحریرات پر کہ احمدی برطانیہ کے ایجنٹ اور جاسوس ہیں۔ آپ نے اظہار افسوس اور بے اعتنائی فرمائی۔

ترکی سفارتخانہ

ہز اکسیلنسی یوسف کمال بے جو آجکل ترکی کے قائمقام ہیں۔ اور معہ سٹاف لنڈن میں مقیم ہیں۔ دوران ہفتہ میں ملاقات ہوئی صاحب موصوف نہایت روشن خیال آدمی ہیں۔ چونکہ آپ کو انگریزی زبان میں زیادہ گفتگو کرنے کی مشق نہیں اس لئے ترجمان کی مدد سے گفتگو ہوئی۔ اور سلسلہ احمدیہ کے مخصوص مسائل حضرت مسیح موعود کے دعاوی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی سیاسی روش کو بالوضاحت بیان کیا۔ اور یہ کہا۔ سلسلہ ہے۔ اب سیاسی خلافت کی ضرورت نہیں۔ روحانی خلافت اللہ تعالیٰ نے قائم کر دی ہے اور بس۔

ہندوستانی مسلمان غور سے پڑھیں خلافت

الفضل (بسم اللہ الرحمن الرحیم)
یوم سہ شنبہ - قادیان دارالامان - ۱۶ رمئی ۱۹۲۴ء

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر غیر احمدی علماء کے اعتراضات کے جواب

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی زبردست تقریر

(گذشتہ سے پیوستہ)

ان لوگوں نے جو اعتراض کئے ہیں۔ ان میں سے بعض موٹے موٹے میں نے سُنے ہیں۔ جنھیں سنکر حیرت ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود اور حیض کا الزام

ان میں سے ایک اعتراض یہ ہے کہ حضرت صاحب کا الہام ہے یریدون ان یروا طمثک واللّٰہ یرید ان یریک انعامہ۔ الانعامات المتواترۃ - حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے معنے یہ لکھے ہیں :-

"یہ لوگ خون حیض تجھ میں دیکھنا چاہتے ہیں یعنی ناپاکی اور پلیدی اور خباثت کی تلاش میں ہیں۔ اور خدا چاہتا ہے۔ کہ اپنی متواتر نعمتیں جو تیرے پر ہیں۔ دکھلائے" (اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۹)

پھر اس کی تشریح میں آپ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۲ و ۱۴۳ میں تحریر فرماتے ہیں :-

"حیض ایک ناپاک چیز ہے۔ مگر بچہ کا جسم اسی سے طیار ہوتا ہے۔ اسی طرح جب انسان خدا کا ہو جاتا ہے۔ تو جس قدر فطرتی ناپاکی اور گند ہوتا ہے جو انسان کی فطرت کو لگا ہوا ہوتا ہے۔ اسی سے ایک روحانی جسم طیار ہوتا ہے۔ یہی طمث (حیض) انسانی ترقیات کا نتیجہ ہے۔ اسی بناء پر صوفیاء کا قول ہے کہ اگر گناہ نہ ہوتا۔ تو انسان کوئی ترقی نہ کرسکتا۔ آدم کی ترقیات کا بھی یہی موجب ہوا پس ہر ایک ابن آدم اپنے اندر ایک حیض کی ناپاکی رکھتا ہے۔ مگر وہ جو سچے دل سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے۔ وہی حیض اس کا ایک پاک لڑکے کا جسم طیار کرلیتا ہے۔ اسی بناء پر خدا میں فانی ہونیوالے اطفال اللہ کہلاتے ہیں۔ لیکن یہ نہیں کہ وہ خدا کے درحقیقت بیٹے ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ تو کلمہ کفر ہے۔ اور خدا بیٹوں سے پاک ہے بلکہ اس لئے استعارہ کے رنگ میں وہ خدا کے بیٹے کہلاتے ہیں کہ وہ بچہ کی طرح دلی جوش سے خدا کو یاد کرتے ہیں"

یہ الفاظ ہیں۔ جن پر مولوی تین دن ہنسی اڑاتے رہے۔ اور کہتے رہے کہ مرزا صاحب کو اسی طرح حیض آتا تھا جس طرح عورتوں کو آتا ہے۔ اول تو حضرت صاحب نے خود تشریح کردی ہے کہ حیض سے مراد طبعی کمزوریاں ہیں۔ اور یہ استعارہ ہے۔ پس جب لکھنے والا کہتا ہے کہ حیض سے مراد حیض نہیں۔ تو پھر بھی اسی پر زور دینا اس سے زیادہ غیر شریفانہ کیا بات ہوسکتی ہے۔

اصطلاح حیض اور گذشتہ بزرگ

دوسرے یہ اصطلاح حضرت مرزا صاحب ہی کی نہیں ہے۔ ...... بلکہ جن کو یہ لوگ بزرگ کہتے ہیں۔ انہوں نے بھی لکھا ہے۔ چنانچہ مجالس الابرار میں لکھا ہے :- واما الکرامۃ بمعنی ظہور امر خارق للعادۃ فلا عبرۃ لھا۔ بل ھی حیض الرجال کہ کرامت ولیوں کے لئے حیض کے طور پر ہوتی ہے کہ اسے چھپاتے ہیں۔

پس اگر سارے بزرگان اُمت محمدیہ کو حیض آتا تھا اور حضرت مرزا صاحب کو آیا۔ تو کیا ہوا۔

پھر شیخ فریدالدین عطار یہی لفظ تذکرۃ الاولیاء کے صفحہ ۱۹۴ میں استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں :-

"جیسے عورتوں کو حیض آتا ہے۔ ایسا ہی ارادت کے راستہ میں مریدوں کو حیض آتا ہے۔ اور مرید کے راستہ میں جو حیض آتا ہے۔ تو وہ گفتار سے آتا ہے۔ اور کوئی مرید ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ اس حیض میں ہی پڑا رہتا ہے۔ اور کبھی اس سے پاک نہیں ہوتا"

بات یہ ہے کہ ہر مرید پر ایسی حالت آتی ہے۔ جو حیض کی ہوتی ہے۔ جبکہ اس پر علوم کا دروازہ کھلتا ہے اسکی زبان پر جو دعوے آتے ہیں۔ وہ حیض ہوتے ہیں۔ پھر جس طرح حیض کے بند ہونے سے بچہ بنتا ہے اسی طرح ان کے دعوے کے بعد جب نتیجہ نکلتا ہے۔ تو وہ بچہ ہوتا ہے۔ پس اگر پہلوں نے اس لفظ کو استعمال کیا ہے۔ تو کیا ہوا۔ اگر حضرت مرزا صاحب نے بھی استعمال کرلیا۔ مگر اصل بات یہ ہے۔ تشابھت قلوبھم۔ ان کے دل ان لوگوں سے مل گئے۔ جو نبیوں پر اعتراض کرتے چلے آئے ہیں۔

مولویوں کی عربی دانی

مگر یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح موعود پر جو اعتراض کیا جاتا ہے۔ وہ نہ صرف آپ کی تشریح کے خلاف ہے بلکہ ان لوگوں کی عربی دانی کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ کیونکہ طمث کے معنے لغت میں حیض ہی کے نہیں۔ بلکہ گندگی اور فساد کے بھی ہیں۔ اور چھوٹی سے چھوٹی لغت سے لیکر بڑی سے بڑی تک میں یہی ہیں۔ چنانچہ منجد جو بچے استعمال کرتے ہیں۔ اسمیں لکھا ہے۔ الطمث۔ الدنس۔ الفساد۔ الدم۔ الریبۃ۔ یعنی اسکے معنے میل۔ فساد۔ خون۔ حیض۔ شک و شبہ کے ہیں۔ اس لئے اس الہام کے یہ معنے ہوئے۔ کہ لوگ چاہتے ہیں۔ کہ تیرے اندر کوئی عیب اور بدی دیکھیں۔

یا ایسی بات دیکھیں۔ کہ جو شک اور شبہ والی ہو۔ مگر خدا ان کو ناکام رکھیگا۔ اور تیری صداقت کو پھیلائیگا۔ اب بتاؤ۔ ان معنوں کی رُو سے کونسا اعتراض اس کشف پر پڑ سکتا ہے۔ خود حضرت صاحب نے اسکے معنے ناپاکی اور گندگی کئے ہیں۔ کیا یہ لوگ آپ کی ناپاکی اور گندگی کی تلاش نہیں کرتے۔ اسی الہام کی یہ صداقت ظاہر ہو رہی ہے۔ جو کچھ ان لوگوں نے بیان کیا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی ایک پیشگوئی مخالف مولویوں کے ذریعہ پوری ہوئی

یہ ایک حضرت صاحب کی زبردست پیشگوئی ہے۔ جس کو مخالفوں نے پورا کیا ہے۔ جب یہ لوگ ہنس رہے تھے۔ تو اسکو پورا کر رہے تھے۔ اور وہ یہ ہے کہ حضرت صاحب کو الہام ہُوا تھا۔ تو مریم ہے۔ اسکے ساتھ ہی آپ کو یہ بھی بتایا گیا تھا کہ تیرے مخالف ایسے اُلّو ہیں کہ کہینگے۔ تم نے مریم ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ کیا تمہیں حیض بھی آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس اعتراض کا ذکر اسی الہام میں کیا ہے کہ ایسا اعتراض کرینگے۔ اور فرماتا ہے کہ اصل میں مریم سے مراد تو یہ ہے کہ تجھے اس مقام پر کھڑا کیا گیا۔ کہ ابن مریم بنتے ہیں تو انعام متواترہ آتے آتے عیسیٰ بن جائیگا۔ مگر یہ بدبخت حیض کے لیتھڑے ہی تلاش کرتے رہینگے۔ اب دیکھو یہ الہام پورا ہُوا یا نہیں۔ جب حضرت صاحب نے دعویٰ کیا۔ جب سے ہی یہ مولوی لیتھڑے تلاش کرنے میں لگے ہیں۔ اور آج بھی تلاش کر رہے ہیں۔ مگر خدا کے فضل نے حضرت صاحب کو عیسیٰ بنا دیا۔ کوئی کہے کہ کیوں اس الہام سے یہ مُراد نہیں۔ کہ مرزا صاحب کو حیض آیا۔ جبھی تو کہا ہے۔ کہ لوگ دیکھتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ قرآن کریم میں بعینہٖ اس طرح کے الفاظ آتے ہیں۔ چنانچہ آتا ہے:۔ اَلَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ (۶۷-۳) فرمایا۔ خدا نے سات آسمانوں کو پیدا کیا۔ خدا کی پیدائش میں تو نے کوئی نقص نہیں دیکھا۔ نظر دوڑا کر دیکھ کیا اس میں کوئی نقص ہے۔

اگر اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ نقص تو ہے۔ مگر نظر نہیں آتا۔ تو حضرت مرزا صاحب کے متعلق بھی یہی ہونا چاہیئے اور اگر یہ معنے ہیں کہ لوگ دیکھ دیکھ کر تھک جائیں تو بھی انہیں کوئی نقص نظر نہیں آئیگا۔ کیونکہ کوئی نقص ہے ہی نہیں۔ تو یہاں بھی یہی معنی ہونگے کہ یہ لوگ دیکھ دیکھ کر تھک جائیں گے۔ انہیں کوئی عیب نظر نہیں آئیگا کیونکہ کوئی عیب ہے ہی نہیں۔ پس اسکے یہی معنی ہیں کہ حیض ہے ہی نہیں۔ نظر کہاں سے آئیگا۔ تو یہ ایک پیشگوئی تھی۔ جو مولویوں نے پوری کی ہے۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو کہا۔ کہ مولوی چیتھڑے تلاش کرینگے۔ کیونکہ گندہ انسان گندی چیز کو ہی تلاش کرتا ہے۔ مگر تجھے خدا مسیح بنا دیگا۔

مبایعین و غیر مبایعین کا اختلاف

ایک اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ چونکہ محمودی اور پیغامی آپس میں لڑ رہے ہیں۔ اور ان کا اس بات پر اختلاف ہے۔ کہ مرزا صاحب کا دعویٰ کیا تھا۔ اس سے معلوم ہُوا۔ کہ ان کا دعویٰ ہی ثابت نہیں ہے۔ حضرت مسیح نے کہا ہے۔ لوگوں کو اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔ مگر دوسرے کی آنکھ کا تنکا نظر آتا ہے۔ یہی حالت ان لوگوں کی ہے۔ اگر اختلاف کی وجہ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کی تعیین نہیں ہے اور مرزا صاحب جھوٹے ہیں۔ تو کیوں یہ لوگ حضرت عیسیٰ کو جھوٹا نہیں کہتے۔ کیونکہ عیسائی انہیں خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں وہ خدا کا نبی تھا۔ یہ اختلاف ہی یا نہیں۔ پھر کیا اس سے حضرت عیسیٰ جھوٹے ثابت ہوئے۔ پھر حضرت مسیح کو جانے دو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہی دیکھو۔ مسلمانوں میں ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت مانتے ہیں کہ درحقیقت ان کا حق نبوت کا نہ تھا۔ اصل میں حق حضرت علیؓ کا تھا۔ مگر جبرائیل بھول کر آپکے پاس چلا گیا۔ پھر مسلمانوں میں سے ہی وہ بھی ہیں۔ جو مانتے ہیں کہ اسی وجود میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ دنیا میں آئینگے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رجعت کے تناسخ کے طور پر قائل ہیں کیا ان باتوں سے یہ سمجھا جاسکے۔ کہ قرآن کریم کا مفہوم ہی مشخص نہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ کونسی بات ہے جسمیں اختلاف نہیں کوئی نبی ایسا نہیں ہوا کہ اسکے بعد اسکے ماننے والوں میں اختلاف نہ ہو۔ پس ہمارا اور پیغامیوں کا اختلاف محض ایسا ہی اختلاف ہے۔ جیسا کہ پہلے نبیوں کے بعد انکی اُمتوں میں ہوتا رہا۔ اس کا حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ پر اثر نہیں پڑ سکتا۔ پھر رسول تو رسول خدا کے متعلق بھی اختلاف موجود ہے۔ مسلمان کہلانیوالے ایسے ہیں کہ جو ذرہ ذرہ کو خدا سمجھتے ہیں۔ اور وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں خدا مجسم آسمان پر بیٹھا ہے۔ پس رسالت تو الگ رہی۔ خدا کی خدائی میں بھی اختلاف ہے۔ کیا اس سے خدا تعالیٰ کی ذات پر کوئی اعتراض پڑ سکتا ہے۔

خلیفۃ اللہ

پھر حضرت مرزا صاحب پر اعتراض کیا گیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں خدا کا جانشین ہوں۔ یہ عجیب بات ہے۔ ادھر تو یہ اعتراض کرتے ہیں اُدھر بادشاہ کو خلیفۃ اللہ کہتے ہیں۔ اگر جانشین کے یہ معنی ہیں کہ جس کا کوئی جانشین ہو۔ وہ فوت ہو جائے اور اسکی جگہ وہ بیٹھے۔ تو کیا نعوذ باللہ خدا فوت ہو گیا ہے۔ اگر نہیں تو پھر حضرت مرزا صاحب پر اعتراض کیسا؟

خدا ہونے کے دعوے کا الزام

پھر کہا گیا ہے۔ مرزا صاحب کہتے ہیں میں خدا ہوں۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود تو ہمیشہ لکھتے رہے ہیں کہ میں انسان ہوں۔ اور انسان بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جیسا نہیں۔ پس جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو آپ خدا نہیں مانتے۔ اور اپنے متعلق کہتے ہیں کہ میں آپکے غلاموں میں سے ایک غلام ہوں۔ تو کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ میں خدا ہوں۔ اگر کہو۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا خدا ہوں۔ تو میں کہتا ہوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہتے ہیں۔ ایسے بہت سے خدا ہیں حدیث میں آتا ہے کہ نوافل پڑھنے سے انسان اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ اسکے کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں خدا کے ہو جاتے ہیں۔ اب جس قدر مومن ہیں ان سب کو خدا کہدو۔ پھر اگر اسی طرح خدائی کا دعویٰ نکل سکتا ہے جس طرح حضرت مرزا صاحب کے متعلق نکالا جاتا ہے۔ تو اس طرح تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی خدائی کا دعویٰ ثابت ہو جائیگا۔ کیونکہ قرآن کریم میں آتا ہے۔ ما رمیت اذ رمیت ولکن اللّٰہ رمٰی۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ تو نے نہیں مارا تھا جب مارا تھا بلکہ اللہ نے مارا تھا۔ ہم کہتے ہیں کنکر تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھینکے تھے مگر کہا گیا ہے کہ خدا نے پھینکے۔ اسپر کیا یہ اعتراض نہیں پڑتا کہ رسول کریمؐ اپنا پھینکنا خدا کا پھینکنا قرار دیکر خدا بنتے ہیں۔ اگر نہیں بلکہ اسکی تاویل کی جائیگی۔ تو کیوں اسی طرح حضرت مرزا صاحب کے الفاظ کی تاویل نہیں کی جاتی۔

ابن اللہ ہونے کا دعویٰ

پھر کہا جاتا ہے مرزا صاحب نے ابن اللہ ہونے کا دعویٰ کیا۔ چنانچہ ان کا الہام ہے۔ اسمع ولدی۔ یہ تو جھوٹ ہے کہ آپکا یہ الہام ہے یہ کتابت کی غلطی ہے۔ اصل الہام جہاں شائع ہُوا۔ وہاں صحیح ہے یعنی ولدی کی جگہ ادری ہے۔ مگر باوجود یہ بتا دینے کے مولوی اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ کیا اس طرح قرآن کی کتابت کی غلطیاں پیش کر کے آیات پر اعتراض کیا جا سکتا ہے اس طرح جب غیر مذاہب کے لوگ اعتراض کرتے ہیں تو جو جواب مولوی صاحبان ان کو دیتے ہیں۔ وہی اس الہام کے متعلق ہمارا ہے کہ اصل الہام جو شائع شدہ ہے۔ وہ صحیح ہے۔ اور اسپر کوئی اعتراض نہیں پڑتا

باقی رہا الہام انت منی بمنزلۃ ولدی۔ اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ تو بیٹے کے مرتبہ پر ہے۔ یہ نہیں کہ تو بیٹا ہے۔ میں پوچھتا ہوں۔ اعتراض کرنے والوں نے کبھی سنا ہے۔ کہ کسی نے بھائی کو کہا ہو۔ تو میرے لئے بھائی کے مقام پر ہے۔ یا بھائی کو کہتے ہوں۔ کہ تو بھائی کے مقام پر ہے۔ یہ اسی کو کہا جاتا ہے۔ جو اصل میں بھائی نہیں ہوتا۔ اور اس سے تعلق کے اظہار کے لئے کہا جاتا ہے۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب کی نسبت اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ تو مجھے ایسا پیارا ہے جیسے بچہ پیارا ہوتا ہے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ خدا تعالےٰ اپنے بندوں کے ساتھ اس سے بھی زیادہ پیار کرتا ہے جتنا ماں اپنے بچہ سے کرتی ہے۔ چنانچہ بدر کی لڑائی کے وقت ایک عورت نہایت گھبرائی ہوئی پھر رہی تھی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے صحابہ کو فرمایا۔ تم نے اس کی حالت دیکھی۔ جب اس کو بچہ مل گیا۔ تو آرام سے بیٹھ گئی۔ خدا اس سے بھی زیادہ اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے۔ جتنی کہ ماں اپنے بچہ سے کرتی ہے۔ اس طرح آپ نے سب بندوں کو خدا کا بچہ بلکہ اس سے بڑھکر قرار دے دیا۔ پھر ولد کے معنی لغت میں مقرب کے لکھے ہیں۔ یہی کر لو۔

حضرت مرزا صاحب اور مریمیت کا درجہ

پھر کہتے ہیں۔ مرزا صاحب نے حاملہ ہونے کا دعویٰ کیا۔ کیونکہ کہتے ہیں۔ پہلے میں مریم تھا۔ پھر عیسیٰ بن گیا۔ مگر یہ اعتراض ایسا ہی ہے۔ جیسے کوئی کہے۔ قرآن کریم میں خدا تعالےٰ نے بتایا ہے۔ بعض مومن مریم کی طرح ہیں اور بعض فرعون کی بیوی کی طرح اس لئے سب مومنوں کو حمل بھی ہونا چاہیئے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک وقت مریم کی طرح کہا گیا۔ اور بعد میں عیسیٰ۔ تو حمل کہاں سے نکل آیا۔ اگر حضرت عیسیٰ کا درجہ مریم سے بڑا ہے۔ اور قرآن کریم کہتا ہے۔ کہ مومن پر ایک درجہ مریمیت کا آتا ہے۔ تو پہلے یہ حقیقۃ ہوں۔ اس عیسیٰ پر جو مریم کے پیٹ سے پیدا ہوا یہ درجہ آیا تھا۔ یا نہیں۔ اگر آیا تھا۔ تو وہ جس طرح مریم سے عیسیٰ بن گیا تھا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود بھی بن گئے۔ اگر نہیں آیا تھا۔ تو پھر وہ عیسیٰ ؑ نہیں بن سکتے۔ کیونکہ قرآن کہتا ہے۔ مومن پر پہلے مریمیت کا درجہ آتا ہے۔ حضرت عیسیٰ ؑ کی ماں مریم کو جانے دو۔ کہ یہ جسمانی رشتہ ہے۔ روحانی لحاظ سے خدا تعالےٰ فرماتا ہے مومن مریم کے درجہ پر آتا ہے۔ اور مریم کی صفت یہ بتائی۔ کہ احصنت فرجھا۔ وہ نبی نہیں ہوتا۔ مگر مقدس اور عیبوں سے پاک ہوتا ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ ؑ پر یہ زمانہ آیا۔ اور ضرور آیا۔ تو وہ اس زمانہ میں مریم تھے اور پھر جس طرح اس سے بغیر حمل کے عیسیٰ بن گئے اسی طرح حضرت مرزا صاحب بھی مریم کے درجہ سے عیسیٰ بن گئے۔ اگر حضرت عیسیٰ ؑ پر مریمیت کا زمانہ نہیں آیا تو نعوذ باللہ کہنا پڑیگا کہ وہ گندے اور ناپاک تھے۔ پس یا تو یہ مانو۔ کہ نبوت سے پہلے وہ نجس اور ناپاک زندگی بسر کرتے تھے۔ یا یہ کہو۔ کہ پاک زندگی بسر کرتے تھے۔ مگر نبی نہ تھے۔ اگر ان پر نجس میں مبتلا ہونے کا زمانہ آیا۔ تو یہ اور بھی خطرناک حملہ ہے۔ اور اگر تقدس تھی مگر نبوت نہ تھی۔ تو وہ بھی اس زمانہ میں قرآن کریم کی اصطلاح میں مریم تھے۔ پھر جس طرح وہ عیسیٰ ؑ بنے۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب بھی بن گئے۔

حضرت عیسیٰ کا باپ بننا

پھر کہا گیا ہے۔ مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ کا باپ ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ کہتے ہیں۔ مریم سے عیسیٰ بن گئے حالانکہ جب آپ اپنے متعلق مریم کا لفظ بولتے ہیں۔ تو صاف بتاتے ہیں۔ کہ اس سے مراد روحانی درجہ ہے۔ اگر درجہ بدلنا باپ ہونا ہے۔ تو قرآن نے لیے سات باپ بتائے ہیں۔ کہ ایک شخص سات دفعہ اپنا باپ بنتا جاتا ہے۔ قرآن نے سات درجے مومن کے بتائے ہیں۔ چنانچہ فرمایا۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خَاشِعُوْنَ۔ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ۔ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِلزَّکٰوۃِ فَاعِلُوْنَ۔ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِفُرُوْجِھِمْ حٰفِظُوْنَ۔ اِلَّا عَلٰۤی اَزْوَاجِھِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُمْ فَاِنَّھُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ (۲۳ - ۱ تا ۷) پس اگر مدارج کے فرق کے معنی یہ ہیں۔ کہ پہلا درجہ دوسرے کا ماں یا باپ ہوتا ہے۔ تو کوئی یہ بھی مان سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب حضرت عیسیٰ ؑ کی ماں بن گئے لیکن اگر ایسا نہیں۔ تو پھر حضرت صاحب پر کیسا اعتراض۔ پھر اگر حضرت صاحب کہتے۔ کہ سچ مچ مریم ہوں۔ تو بھی اعتراض کیا جا سکتا تھا۔ لیکن اگر مریم سے مراد آپ مریم کی حالت پاکیزگی لیتے ہیں تو اعتراض کیسا۔ دیانت اور شرافت کا تقاضا یہ ہے۔ کہ قائل کے کلام اور مراد کو دیکھا جائے مگر افسوس کہ ہمارے مخالفین اس سے بالکل عاری ہو گئے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب کے مختلف نام

پھر کہا گیا ہے۔ مرزا صاحب کبھی اپنے آپ کو مریم کہتے ہیں۔ کبھی ذوالقرنین۔ کبھی عیسیٰ۔ کبھی کرشن۔ ہم انہیں کیا سمجھیں۔ میں کہتا ہوں۔ سب کچھ ایک وجود کو ہی کہہ سکتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو نبی۔ رسول۔ خاتم النبیین۔ بشارت عیسیٰ۔ مثیل عیسیٰ۔ دعائے ابراہیم کہا جاتا ہے۔ یا نہیں۔ اسی طرح رسول کریم نے اپنے آپ کو ماحی۔ عاقب۔ حاشر کہا ہے۔ یا نہیں اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک وقت میں یہ سب کچھ کہلا سکتے ہیں۔ تو تو مرزا صاحب وہ کیوں نہیں کہلا سکتے۔ جو وہ اپنے متعلق فرماتے ہیں۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک وقت میں تمام پہلے انبیاء کے مثیل ہو سکتے ہیں۔ تو آپ کا غلام کیوں نہیں ہو سکتا۔

پھر پہلے انبیاء کو جانے دو۔ پچھلے اولیاء کے ہی متعلق دیکھ لو۔ شیعوں کے جو بارہ امام مانے جاتے ہیں۔ اور ہم بھی انہیں نیک مانتے ہیں۔ ان میں سے ایک کا قول ہے۔ کہ میں آدم ہوں

میں موسیٰ ہوں۔ میں عیسیٰ ہوں وغیرہ۔ پھر حضرت مرزا صاحب پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ دیکھو ایک شخص اگر ایک استاد سے فارسی پڑھے۔ ایک سے عربی۔ ایک سے انگریزی۔ تو کیا یہ نہ کہے گا۔ کہ میں نے یہ یہ علم فلاں فلاں سے پڑھے۔ اسی طرح جتنے نبیوں کے علم تھے۔ وہ چونکہ حضرت مسیح موعود کو سکھائے گئے۔ کیونکہ آپ محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بروز تھے۔ اس لئے یہ چند نام کیا۔ اگر آپ کے ایک لاکھ چوبیس ہزار نام ہوں۔ تو بھی ٹھیک ہیں۔

حضرت مرزا صاحب اور رسول کریمؐ کے معجزات

پھر یہ اعتراض کیا گیا ہے۔ کہ مرزا صاحب اپنے معجزات رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بھی زیادہ بتاتے ہیں ایک جگہ اپنے معجزے تین لاکھ لکھے ہیں۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تین ہزار۔

اس کے متعلق اوّل تو میں یہ کہوں گا۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے معجزوں کی تعداد کا ذکر کرتے ہوئے رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا استثنا کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

"اگر یہ اعتراض ہو۔ کہ اس جگہ وہ معجزات کہاں ہیں۔ تو میں صرف یہی جواب نہیں دونگا کہ میں معجزات دکھلا سکتا ہوں۔ بلکہ خدا تعالےٰ کے فضل اور کرم سے میرا جواب یہ ہے۔ کہ اس نے میرا دعوےٰ ثابت کرنے کے لئے اس قدر معجزات دکھائے ہیں۔ کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں جنہوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہوں۔ بلکہ سچ تو یہ ہے۔ کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے۔ کہ باستثنا ہمارے نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص۱۳۶)

دوسرے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے جو تین ہزار معجزے بیان کئے ہیں۔ یہ معجزات کی قسمیں ہیں اور اپنے جو تین لاکھ معجزے بتائے ہیں یہ اپنی ذات میں الگ الگ معجزے ہیں۔ پس اگر حضرت مرزا صاحب نے اپنے ۳ لاکھ معجزے لکھے ہیں تو رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کئی کروڑ ہوئے۔ اور آج تک ظاہر ہو رہے ہیں۔

پھر حضرت مرزا صاحب نے لکھا ہے۔ کہ جو میرا معجزہ ہے۔ وہ بھی دراصل رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا معجزہ ہے۔ اس طرح بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے معجزے ۳ لاکھ اور تین ہزار ہو گئے۔ اور یہ تو ہمارے مخالف بھی مانتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی امت کے معجزے آپ ہی کے معجزے ہیں۔ پھر حضرت مرزا صاحب جب کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی امت میں سے ہیں۔ تو آپ کے معجزے رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے معجزوں سے کس طرح زیادہ ہو گئے۔

خدا کے جھوٹ بولنے کا عقیدہ

پھر ایک یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ مرزا صاحب نے کہا ہے خدا جھوٹ بولتا ہے۔ اور یہ کہنے والا مرتضےٰ احسن دیوبندی ہے۔ حالانکہ دیوبندی وہ ہیں۔ جنہوں نے خدا کے جھوٹ بولنے پر رسالہ لکھا ہے۔ اور ان پر جن باتوں کی وجہ سے کفر کا فتویٰ لگایا گیا۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ان لوگوں کا عقیدہ ہے۔ کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے اس قسم کی ناسزا باتوں سے خدا تعالےٰ کو بالکل منزہ قرار دیا ہے۔ مگر باوجود اس کے ان مولویوں کی دیانت داری اور ایمانداری کا یہ حال ہے۔ کہ آپ پر یہ الزام لگاتے ہیں۔ اور استدلال اس سے کرتے ہیں۔ کہ آپ نے لکھا ہے خدا تعالےٰ وعید کو ٹلا دیتا ہے۔ حالانکہ ان کی اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ وعید کا ٹلانا جھوٹ بولنا نہیں کہلا سکتا۔ کیا کبھی کسی نے دیکھا ہے۔ کہ ایک شخص اگر کسی کو کہے۔ کہ میں تمہیں ماروں گا۔ مگر پھر اسے معاف کر دے۔ تو کوئی اُلّو اُسے کہے کہ اس نے جھوٹ بولا ہے۔ کیونکہ مارنے کا کہکر پھر اس نے مارا نہیں۔ اسے کوئی عقلمند جھوٹ نہیں کہہ سکتا۔ اور اگر کسی چوہڑے چمار سے بھی پوچھا جائیگا تو وہ بھی اسے جھوٹ نہیں کہیگا۔ مگر یہ مولوی بڑی بڑی ڈاڑھیوں والے ممبر پر چڑھ کر ناچتے اور شور مچاتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب نے خدا کو جھوٹ بولنے والا قرار دیا ہے۔ چنانچہ امرتسر کے ایک مولوی نے مرتضےٰ احسن دیوبندی کی تقریر میں ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص۱۳۴ کی عبارت پڑھ کر سنائی۔

"کہ کبھی خدا تعالےٰ وعدہ کرتا ہے۔ اور اس کو پورا نہیں کرتا"

حالانکہ اس کے متعلق اسی جگہ حضرت مسیح موعود نے صاف لکھا ہے۔ کہ "یہ قول حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اور اس قول کے یہ معنی ہیں۔ کہ اس وعدہ کے ساتھ مخفی طور پر کئی شرائط ہوتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ پر واجب نہیں۔ کہ تمام شرائط ظاہر کرے۔ پس اس جگہ ایک کچا آدمی ٹھوکر کھا کر منکر ہو جاتا ہے۔ اور کامل انسان اپنے جہل کا اقرار کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بدر کی لڑائی کے وقت باوجودیکہ فتح کا وعدہ تھا۔ بہت رو رو کر دعا کرتے رہے۔ اور جناب الٰہی میں عاجزانہ یہ مناجات کی۔ کہ اللّٰھم ان اھلکت ھٰذہ العصابۃ لن تعبد فی الارض ابدا۔ کیونکہ آپ اس سے ڈرتے تھے۔ کہ شاید اس وعدہ کے اندر کوئی مخفی شرائط ہوں۔ جو پورے نہ ہو سکیں۔ ہر کہ عارف تر است ترساں تر"

ملازمت کرنے کا اعتراض

پھر یہ اعتراض کیا گیا ہے۔ کہ مرزا صاحب انگریزوں کے ملازم رہے ہیں۔ مگر معلوم نہیں ہوا۔ یہ کیا اعتراض ہے۔ کہاں لکھا ہے۔ کہ نبی کسی کا ملازم نہیں ہوتا۔ میں اعتراض کرنے والوں سے پوچھتا ہوں۔ کیا تم قرآن میں نہیں پڑھتے۔ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کافر بادشاہ کے نوکر تھے۔ پھر تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب پر اعتراض کرتے ہو۔ اس کی یہی

وجہ ہے کہ قرآن تمہارے دماغوں سے نکل گیا ہے۔ تم لوگ سورۃ یوسف میں حضرت یوسفؑ کے متعلق پڑھتے ہو۔ اسکے گیت گاتے ہو۔ اسمیں لکھا ہے کہ حضرت یوسف نے کافر بادشاہ کی ملازمت کی۔ پھر حضرت مرزا صاحب پر کیوں اعتراض کرتے ہو۔ کہا جاتا ہے کہ وہ بادشاہ حضرت یوسف پر ایمان لے آیا تھا۔ مگر کیا ان کے قید ہونے سے پہلے یا بعد۔ حضرت یوسف نے ملازمت تو قید سے چھوٹتے ہی کی تھی۔ اور قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ انکے بھائیوں کے ان کے پاس آنے تک وہ بادشاہ ان پر ایمان نہیں لایا تھا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِىْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ (۱۲-۷۶) حضرت یوسف اپنے بھائی کو اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں۔ لیکن بادشاہ کے قانون کے ماتحت نہ رکھ سکتے تھے۔ اگر بادشاہ ان پر ایمان لے آیا تھا۔ تو پھر اس کے قانون کے ماتحت نہ رکھ سکنے کا کیا مطلب؟ قانون تو سب حضرت یوسفؑ کے اختیار میں آگئے۔

پھر بظاہر تو یہ اعتراض حضرت مرزا صاحب پر کیا گیا ہے۔ مگر یہ پڑتا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے۔ جنہوں نے حضرت خدیجہ رضؓ کی ملازمت کی۔ کیا وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت سے قبل مسلمان تھیں۔ یا دیگر جو مکہ کے لوگ تھے۔ اگر مسلمان تھیں تو پھر حدیث میں جو یہ آتا ہے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں۔ اس کا کیا مطلب ہے۔ اور یہ کہا جائے۔ کہ اسوقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا تو یہی بات حضرت مرزا صاحب کے متعلق کہی جاسکتی ہے کیونکہ آپ نے بھی اس وقت تک نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔

پھر حضرت لقمان کو یہ لوگ نبی مانتے ہیں۔ اور ان کے متعلق ان کی کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ وہ ایک جگہ ملازم رہے

زوج کے معنی

پھر کہا گیا ہے کہ مرزا صاحب نے زوج کے معنی بہن کئے ہیں۔ اور اس طرح بہن کو اپنی بیوی قرار دیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہاں گئے۔ ان لوگوں کے علوم۔ کہاں سے ثابت ہے کہ زوج صرف بیوی کو کہتے ہیں۔ دو جڑے ہوئے آموں کو بھی زوج کہتے ہیں۔ دوست کو بھی زوج کہتے ہیں۔ ہاں بیوی کو بھی کہتے ہیں۔ اسی طرح بہن جو توام پیدا ہوئی ہو۔ اسے زوج کہنے میں کیا حرج ہے ٭

یامریم اسکن

پھر کہا گیا ہے۔ مرزا صاحب کا الہام ہے یامریم اسکن۔ مگر مریم عورت ہے اور اسکن مذکر کا صیغہ ہے۔ سنا ہے کہ مولویوں نے یہ اعتراض بڑے مزے لے لے کر کیا۔ اور بار بار لوگوں کو سنایا ہے۔ مگر مجھے حیرت ہے کہ ان مولوی کہلانے والوں۔ عربی دانی کا دعویٰ کرنیوالوں۔ صرف و نحو اور بلاغت کے مدعیوں کو کیا ہو گیا۔ ان کے سب علوم حضرت مرزا صاحب کی مخالفت کی وجہ سے سلب ہو گئے۔ اور یہ علم سے بالکل جاہل اور کورے رہ گئے۔ انہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ عربی کا قاعدہ ہے کہ جب استعارہ کے طور پر مؤنث کا لفظ مذکر کیلئے استعمال کیا جائے تو اس کیلئے ضمائر مذکر ہی آتے ہیں جیسا کہ قرآن میں [illegible] مَیْتًا آیا ہے مَیْتَۃً نہیں آیا اب کیا یہ مولوی قرآن میں غلطی قرار دینگے۔ اور اس پٹھان کی مثال کو زندہ کرینگے جس کے متعلق مشہور ہے کہ اس نے کہیں پڑھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھتے ہوئے بچہ اٹھا لیا تو کہنے لگا خوہ محمد صاحب کا نماز ٹوٹ گیا۔ کیونکہ انہوں نے حرکت کبیرہ کیا۔ اور قدوری میں لکھا ہے۔ کہ اس طرح نماز ٹوٹ جاتا ہے۔ اسی طرح اب یہ مولوی صاحب بھی کہیں کہ قرآن میں مَیْتًا کی بجائے مَیْتَۃً آنا چاہیئے تھا۔ اور یہ قرآن کریم کی غلطی ہے۔

اسی طرح قرآن کریم میں آتا ہے۔ السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ حالانکہ سماء کا لفظ جبکہ مؤنث ہے تو کہنا چاہیئے تھا السَّمَآءُ مُنْفَطِرَةٌ۔ لیکن اونچی چیز چونکہ مذکر ہے اس لئے مُنْفَطِرٌ مذکر کا صیغہ استعمال کیا گیا۔ یہ بھی ان لوگوں کے نزدیک قرآن کریم کی غلطی ہو گی۔ اسکی بھی اصلاح ہونی چاہیئے۔ انکی مثال تو اس شخص کی سی ہے۔ جسے کسی نے کہا تھا۔ قرآن لکھ دو۔ وہ لکھ کر لے آیا۔ لکھانیوالے نے پوچھا۔ ٹھیک لکھا ہے۔ کوئی غلطی تو نہیں رہ گئی۔ کہنے لگا۔ میں نے تو ٹھیک لکھا ہے لیکن پہلے قرآن میں بعض غلطیاں تھیں۔ انکی اصلاح کر دی ہے۔ چونکہ قرآن کریم کلام اللہ ہے۔ جو پاک ہے۔ اور کوئی برا لفظ اسمیں نہیں ہونا چاہیئے۔ اسلئے جہاں جہاں شیطان یا فرعون یا ابلیس یا خنزیر وغیرہ الفاظ تھے۔ وہاں کہیں میں نے اپنے باپ کا نام لکھ دیا ہے۔ اور کہیں تمہارے باپ کا۔ یہی مثال ان آجکل کے مولویوں کی ہے۔ یہ بھی ان الفاظ کو کاٹ دیں۔ جو ان کے علم اور عقل کے ماتحت غلط ہیں۔ اور انکی جگہ اور رکھ دیں ٭

خاتم الکمالات کا مطلب

پھر کہا گیا ہے۔ چونکہ مرزا صاحب نے کہا ہے۔ مجھ پر کمالات ختم ہو گئے ہیں۔ میرے بعد اب کوئی کامل نہ ہو گا۔ اسلئے مرزا صاحب دنیا کے لئے زحمت ہوئے نہ کہ رحمت۔ کسی نے سچ کہا ہے۔ لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا۔ ہم کہتے ہیں۔ جس طرح حضرت مرزا صاحب نے کہا ہے کہ مجھ پر کمالات ختم ہو گئے۔ اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے کہ میں خاتم النبیین ہوں۔ اور اس کے یہ معنی کر کے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا آپ لوگوں نے مان لیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ دنیا کے لئے زحمت تھے۔ رحمت نہ تھے۔ تم نے حضرت مرزا صاحب پر جو اعتراض کیا ہے اس کا ہمارے پاس تو جواب ہے۔ مگر تمہارے پاس اعتراض کا کوئی جواب نہیں۔ جو تمہارے خیال کی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑتا ہے۔ کیونکہ حضرت مرزا صاحب نے تو لکھا ہے کہ میرے بعد کسی کو کمال حاصل نہیں ہو سکتا۔ سوائے اسکے جو میری پیروی سے کامل بنے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد صاحب کمال ہونگے۔ مگر آپ کے اتباع سے لیکن تم لوگوں نے تو نبوت کا دروازہ بند کر دیا۔ اور تمہارے اعتقاد کے رو سے اب کسی کو کمال حاصل نہیں ہو سکتا۔

خدا تعالیٰ کا قلم چھڑکنا

پھر کہا گیا ہے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے دستخط کرتے وقت قلم چھڑکا۔ اور اس سرخی کے نشان کپڑے پر پڑ گئے۔ لیکن اگر خدا نے قلم چھڑکا تھا تو خدا کا ہاتھ ماننا پڑا۔ اور خدا محدود ہو گیا۔ پھر اس چھینٹے سے سارا قادیان ہی بہ جانا چاہیئے تھا۔ کیونکہ خدا کا ہاتھ انسان کے ہاتھ جتنا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ بہت بڑا ہو گا۔ میں کہتا ہوں یہ لوگ کیسے نادان ہیں۔ خدا تعالیٰ کے ہاتھ اور پاؤں کا ذکر حدیثوں میں پڑھتے ہیں۔ اور پھر کہتے ہیں خدا کا ہاتھ ہو نیسے وہ محدود ہو گیا دوزخ کے متعلق حدیث میں آتا ہے کہ وہ کہیگی میں ابھی نہیں بھری اسوقت خدا اس میں اپنا پاؤں ڈالیگا۔ اور وہ کہیگی۔ اب میں بھر گئی ہوں۔ یہ لوگ اہلحدیث کہلاتے ہیں۔ مگر بخاری اور مسلم بھی نہیں جانتے اگر خدا تعالیٰ کا پاؤں دوزخ میں پڑا۔ اور وہ بھر گئی تو خدا کا پاؤں محدود ہو گیا۔ پھر قادیان خدا کے چھینٹے سے بہہ نہیں سکتی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے اور چھینٹوں کا بھی ذکر آتا ہے۔ جن پر وہ پڑینگے۔ وہ بہہ نہیں جائینگے۔ بلکہ زندہ ہو جائینگے۔ چنانچہ آتا ہے۔ دوزخی جب دوزخ سے نکالے جائینگے تو جل کر کوئلہ ہو چکے ہونگے۔ اسوقت خدا تعالیٰ ان پر زندگی کے پانی کا چھینٹا دیگا۔ اور وہ زندہ ہو جائینگے۔ میں کہتا ہوں جس ہاتھ سے اسوقت دیگا۔ اسی سے اس نے وہ چھینٹا دیا

جس کا ذکر حضرت مرزا صاحب نے کیا ہے۔ کیا کوئی جسم انسان زندہ ہو جائینگے یا بہ جائینگے۔ اگر وہاں بہ نہیں جائینگے بلکہ نتیجہ یہ ہوگا کہ زندہ ہو جائینگے۔ تو اسی طرح حضرت مرزا صاحب پر جو چھینٹا پڑا اس سے آپ زندہ ہو گئے۔ اگر وہ چھینٹا ساری قادیان پر پڑتا تو قادیان بنجاتی بلکہ اس طرح پینے والے سارے کے سارے زندہ ہو جاتے۔ اور پھر ہمیں اس جگہ یزیدی صفت لوگ نظر نہ آتے۔ مگر وہ چھینٹا صرف مرزا صاحب پر پڑا اسلئے آپ ہی زندہ ہوئے یا وہ جو آپ کے دامن سے وابستہ ہو گئے۔

خدا کو بیٹھے ہوئے دیکھنا

پھر اعتراض کیا گیا ہے کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے۔ خدا کو دیکھا کہ وہ بیٹھا ہوا تھا۔ کیا خدا آدمی تھا۔

یہ اعتراض بھی ان لوگوں کی جہالت کا نتیجہ ہے۔ حدیث میں آتا ہے ابی ابن کعب فرماتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خدا کو دیکھا۔ جو ایک خوبصورت نوجوان کی شکل میں تھا سبز لباس تھا اور سونے کی کرسی پر تھا اور سونے کی جوتیاں پہنے تھا۔ اس کشف پر یہ مولوی اعتراض نہیں کرتے۔ مگر حضرت مرزا صاحب کے کشف کے متعلق باتیں بنانے لگتے ہیں۔ کبھی کہا جاتا ہے۔ قلم کہاں سے آیا تھا کبھی کہا جاتا ہے چھینٹا کیوں پھینکا ہم کہتے ہیں۔ خدا سونے کی جوتی بھی استعمال کرتا ہے۔ سونے کی کرسی پر بھی بیٹھتا ہے وہ نوجوان صفت بھی ہے۔ اور تم ان باتوں کو مانتے ہو مگر جب حضرت صاحب کا کوئی کشف تمہارے سامنے آئے تو اسوقت تمہارا کفر کیوں پھوٹ پڑتا اور تمہارا کوڑھ کیوں ظاہر ہونے لگتا ہے۔

اسی طرح ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے خدا کو سبز لباس میں دیکھا یہ روایت کتاب الاسماء والصفات میں لکھی ہے۔

طاعون کے متعلق پیشگوئی

پھر کہا گیا ہے کہ مرزا صاحب نے لکھا تھا قادیان میں طاعون نہیں آئیگی مگر آئی۔ میں کہتا ہوں حضرت مرزا صاحب نے یہ نہیں لکھا تھا۔ بلکہ یہ لکھا تھا کہ طاعون آئیگی مگر ہمارا گھر بچایا جائیگا۔ میں اس شخص کو دس ہزار روپیہ دیتا ہوں جو حضرت مرزا صاحب کی کسی تحریر سے یہ الفاظ نکال دے کہ قادیان طاعون سے بالکل محفوظ رہیگی۔ اور یہاں کوئی آدمی طاعون سے نہ مریگا۔ آپ نے جو کچھ لکھا تھا وہ یہ تھا کہ طاعون آئیگی مگر یہ جگہ طاعون جارف سے بچائی جائیگی اور یہ دونوں باتیں پوری ہو گئیں۔

حضرت عیسےٰ کے معجزات

پھر کہا گیا ہے کہ مرزا صاحب نے حضرت عیسےٰ کے معجزات کو تماشہ قرار دیا ہے۔ میں کہتا ہوں جن معنوں میں تم لوگ حضرت عیسےٰ کے معجزات پیش کرتے ہو مثلاً یہ کہ انہوں نے جسمانی مُردے زندہ کئے جسمانی اندھوں کو آنکھیں دیں برص والوں کو اچھا کیا۔ ان معنوں کو حضرت مرزا صاحب نے تماشہ کہا ہے ورنہ ان معجزوں کی جو اصل حقیقت ہے اس کے متعلق تو آپ فرماتے ہیں یہ میں بھی کر سکتا ہوں اور میرے آقا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی یہی کیا کہ روحانی مُردوں کو زندہ کیا۔ روحانی اندھوں کو بینا کیا۔ روحانی پرندے پیدا کئے۔ پس حضرت مرزا صاحب نے حضرت عیسےٰ کے جن معجزوں کو تماشہ کہا ہے وہ وہی ہیں جو تمہاری کتابوں میں لکھے ہیں کہ انہوں نے پرندے پیدا کئے۔ باقی رہا یہ کہنا کہ انکے معجزات کے متعلق باذن اللہ آیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ خدا کے حکم سے پرندے وغیرہ پیدا کرتے تھے۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کیا سب کچھ خدا کے حکم سے نہیں ہوتا۔ پھر حضرت ابراہیم کے متعلق آتا ہے وہ کہتے ہیں جب میں بیمار ہوتا ہوں تو خدا شفا دیتا ہے کیا وہ دوائی نہ کھاتے تھے۔ کھاتے تھے مگر باوجود اسکے یہی کہتے تھے کہ خدا نے شفا دی۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ لوگوں کی روحانی اصلاح کی کوشش کرتے تھے اور کہتے تھے کہ خدا ایسا کرتا ہے۔

اونٹوں کا بیکار ہونا

پھر کہا گیا ہے کہ مکہ مدینہ میں ریل نہیں بنی اور اونٹوں کے بیکار ہونے کی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ ہم کہتے ہیں یہ نشان یہ تھا کہ وہ جانور چھوڑی جائینگے۔ وہ دوسری جگہ عرب میں ریل بننے سے پورا ہو گیا اور یہ کسی خاص مقام کیلئے نہ تھا۔ جس طرح ہر بات میں تدریجی ترقی ہوتی ہے اسی طرح اسمیں بھی ہوگی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ قیصر و کسریٰ کی چابیاں مجھے دی گئیں مگر وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ملیں اسی طرح حضرت مسیح موعود کے بعد یہ نشان اور بھی صفائی سے پورا ہوگا اور اسوقت اور بھی زیادہ شان سے پورا ہوگا۔ جب وہاں بھی احمدیت پھیل جائیگی اور ہماری جماعت کیلئے ریل چلائی جائیگی۔

ملکانوں کا ارتداد

پھر کہا گیا ہے کہ مرزا صاحب نے آکر کیا کام کیا راجپوتانہ میں ملکانے مرتد ہو گئے ہیں۔ مگر [illegible] بات یہ ہے کہ کوئی کچھ کہیں کہ میں اسلئے نہیں کھاتا [illegible] کہ بچہ کو نیر سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا [illegible] وہ حضرت مرزا صاحب کے مرید ہیں یا مخالف۔ اگر مخالف ہیں اور مخالف ہیں تو ان کا مرتد ہونا نہ صرف حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر حرف نہیں لاتا ہے بلکہ ثبوت ہے اس بات کا کہ کوئی مامور آئے جو آکر ہدایت پھیلائے۔ اگر وہ لوگ احمدی ہوتے اور پھر مرتد ہوتے تو کہا جا سکتا تھا کہ مرزا صاحب نے آکر کیا کیا لیکن اگر کوئی ایک احمدی کہلانے والا بھی مرتد ہو اور خدا تعالیٰ اسکی بجائے سو جماعت میں داخل کرے۔ تو پھر اعتراض کیسا؟ یہ لعنت اور پھٹکار اعتراض کرنیوالوں کے ہی حصہ میں آئی ہے کہ آریہ عیسائی سکھ وغیرہ آکر لوگوں کو چھینے لئے جا رہے ہیں اور وہ کچھ نہیں کر سکتے جنہیں کبھی وہ لوگ اسلام سے الگ سمجھتے ہیں ہم بھی ان سے چھین لیتے ہیں میں ان سے پوچھتا ہوں یہ غضب تم پر ہے یا حضرت مرزا صاحب کی جماعت پر۔ تم ہی سے اس طرح لوگوں کا نکلتے جانا اور تمہارا کچھ نہ کر سکنا ثبوت ہے اس بات کا کہ تم میں روحانیت نہیں رہی۔ جس کیلئے حضرت مسیح موعود کا آنا ضروری ہے۔ اور اسی لئے آپ آئے۔ باقی جو تریاق کھاتا ہے وہی بچایا جاتا ہے۔ تم حضرت مرزا صاحب کے غلام ہو جاؤ۔ پھر دیکھو کس طرح ارتداد کی لعنت سے تمہیں بچایا جاتا ہے۔

محمدی بیگم کے متعلق پیشگوئی

ایک اعتراض محمدی بیگم والی پیشگوئی پر کیا گیا ہے۔ اس اعتراض کو یہ لوگ ہمیشہ دہراتے رہتے ہیں حالانکہ بارہا بتایا گیا ہے کہ یہ وعید کی پیشگوئی تھی۔ جو اس ہتک کی وجہ سے کی گئی تھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک جو اس خاندان نے کی تھی۔ انکی سزا تھی۔ لیکن جب انہوں نے اس سے توبہ کی اور اصلاح کر لی۔ تو خدا تعالیٰ نے ان پر رحم کر دیا جب تک وہ لوگ حضرت مرزا صاحب کے مقابلہ پر رہے۔ دکھوں اور تکلیفوں میں مبتلا رہے لیکن جب انہوں نے شوخی و شرارت چھوڑ دی اور خوف زدہ ہو گئے۔ تو خدا تعالیٰ نے ان پر رحم کر دیا ایسی صورت میں اس پیشگوئی پر اعتراض کرنا پرلے درجہ کی بیحیائی نہیں تو اور کیا ہے۔ کس قدر عجیب بات ہے کہ وہ خاندان اور وہ عورتیں اور وہ گھر جس کے خلاف پیشگوئی تھی۔ انہوں نے تو حضرت مرزا صاحب کو صادق اور راستباز مان لیا ہے۔ اور یہ مولوی ابھی تک شور مچا رہے ہیں کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ وہ عورت جسکی لڑکی کے متعلق پیشگوئی تھی۔ وہ کہتی ہے کہ مرزا صاحب سچے تھے اور بیعت کر لیتی ہے۔ وہ بھائی جس کی بہن کے متعلق پیشگوئی تھی۔ وہ کہتا ہے کہ مرزا صاحب سچے اور پاکباز تھے۔ پھر کیا مولویوں کا اس پیشگوئی کو غلط کہنا عجیب و غریب نہیں۔ یہ ان کی حماقت نہیں ہے۔ اگر یہ پیشگوئی جھوٹی تھی۔ تو اس کا سب سے زیادہ اثر اس خاندان کے افراد پر ہونا چاہیئے تھا جس کے متعلق کی گئی تھی۔ مگر وہ تو بیعت میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور مولوی صاحبان ابھی تک سر پیٹ رہے ہیں۔ اگر وہ پیشگوئی بطور وعدہ کے تھی اور اسی طرح تھی۔ جس طرح مولوی کہتے ہیں۔ تو اس عورت کی ماں۔ بہن۔ بھائی کیوں میری بیعت میں شامل ہوتے۔ کیا انکو

ان باتوں کا پتہ نہیں۔ اور نعوذ باللہ وغیرہ کو زیادہ پسند ہے۔ اس سے زیادہ جگادری چشم پوشی ہو سکتی ہے کہ گھر بیٹھے تو کہتے ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب سچے تھے۔ مگر یہ باہر بیٹھے کہتے ہیں یہ نہیں جھوٹے ہیں۔

اسلام پر مصیبت اور مولویوں کو خوشی

دیکھو۔ ان مولویوں کی یہ حالت اور یہ کیفیت ہی بتا رہا ہے۔ کہ اس زمانہ میں کسی مصلح کی ضرورت ہے۔ اس وقت دیکھو کیا حالت ہے اسلام کی۔ اور ایسی حالت میں اسلام کے یہ لوگ اور رستوں کیا کر رہے ہیں۔ ان کی مثال ایسی ہی ہے۔ کہ ایک خوبصورت اور پیارا لڑکا کچھ لوگوں کے سپرد کیا گیا ہو۔ جو ان کی لاپروائی اور بے توجہی سے دم توڑ رہا ہو۔ لیکن وہ اس کے کپڑے بانٹنے میں مصروف ہوں۔ اور اس تقسیم پر خوش ہو رہے ہوں۔ یہ لوگ محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خادم کہلانے والے اس کے دین کے وارث بننے والے اس کے دین کے نگہبان ہونے کا دعویٰ کرنے والے اس وقت جبکہ دین مٹ رہا ہے۔ اس پر عمل کرنے والے ان میں موجود نہیں ہیں۔ اور ادھر ادھر ناچتے پھرتے اور دوڑتے بھاگتے پھرتے ہیں۔ اسلام کی انہیں کوئی فکر نہیں۔ آخر عقل و فکر بھی کوئی چیز ہے یا نہیں مسلمان اتنا تو سوچیں۔ کہ ان محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ورثا کہلانے والوں میں اسلام ہے کہاں۔ وہ کونسا طبقہ ہے۔ جو نماز پڑھنے والا۔ روزے رکھنے والا وراثت کے احکام پر عمل کرنے والا۔ صحیح عقائد رکھنے والا ہے۔ اور وہ کونسے لوگ ہیں جنہوں نے خدمت اسلام کے لئے زندگیاں وقف کی ہیں جن کی شکلیں اور شباہتیں مسلمانوں کی سی ہیں انصاف سے کہو۔ کیا آج ان مسلمان کہلانے والوں کی حالت ایسی ہے۔ کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آئیں۔ تو انہیں مسلمان کہہ سکیں۔ اگر نہیں کہہ سکتے۔ تو کیا ان مولویوں کو شرم نہیں آتی جو کہتے ہیں۔ اب بھی کسی مامور کی ضرورت نہیں۔ اگر اب نہیں۔ تو پھر کب ہو سکتی ہے۔ وہ عرب جن کے متعلق کہا جاتا تھا۔ کہ جب مرزا صاحب کو انہوں نے نہیں مانا۔ تو کس طرح کہا جا سکتا ہے۔ کہ سچے تھے۔ آج انہیں باغی اور غدار اور دشمن اسلام کہا جاتا ہے۔ وہ ترک جن کو حامل خلافت کہا جاتا تھا۔ اب جب کہ انہوں نے خلیفہ کو کان سے پکڑ کر اپنے ملک سے نکال دیا۔ تو وہ بھی ان کے نزدیک مسلمان نہ رہے۔ یا اسلام کا صحیح نمونہ رہے۔ مصر پر اسلامی پردہ کو خیرباد کہا جا رہا ہے۔ مسلمان شراب پیتے۔ اور علماء علی الاعلان جوا کھیلتے ہیں۔ ایران شریعت اسلامیہ کے ہر حکم کو توڑ بیٹھا ہے۔ چین روس وغیرہ کے مسلمانوں کی حالت کا پتہ نہیں۔ اس اپنے ملک ہندوستان میں دیکھ لو مسلمانوں کی کیا حالت ہے۔ پھر اسلام کہاں ہے۔ اگر اب بھی خدا نے اسلام کی حفاظت کا کوئی سامان نہیں کیا۔ تو پھر کب اور کس وقت خدا کی طرف سے مدد آئیگی۔ اگر اب بھی خدا اسلام کی مدد نہیں کرتا۔ تو حضرت مرزا صاحب کو جھوٹا کہدو۔ مگر ساتھ ہی اسلام کو جھوٹا کہنا پڑے گا۔ کیونکہ اگر اسلام سچا ہے۔ تو کہاں ہے۔ وہ خدا جس نے اس کی مدد کا کوئی سامان کیا۔ اگر یہ دعوی رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وارث ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ آپ کی امت کو نہیں سنبھال سکتے۔ اور کیوں ان کی وجہ سے اسلام کی کوئی جماعت موجود نہیں ہے۔ اسلام کیلئے انہوں نے کیا قربانیاں کی ہیں۔ ملکانوں کے ارتداد کے متعلق ہی انہوں نے کیا کیا۔ وہاں بھی یہ لوگ ہمارے ہی مبلغوں کو کوستے رہے۔ شدھی سے ادھر سے تک نہ کیا۔ گزشتہ سال یہاں مرتضےٰ حسن نے کہا تھا کہ میں ملکانوں کے علاقہ سے احمدیوں کو جا کر نکال دونگا۔ مگر وہ سارا سال اس علاقہ میں گھسا ہی نہیں۔ ان لوگوں نے کرنا ہی کیا ہے۔ ان سے یہی کیا سکتا ہے۔ جنہوں نے اسلام اور دیانت اور اخلاق کی بوٹی بوٹی کر دی ہے۔ اور کوئی چیز ثابت نہیں چھوڑی۔

حضرت مرزا صاحب نے کیا کیا؟

ان کے مقابلہ میں حضرت مرزا صاحب کو دیکھو۔ کہ انہوں نے کیا کیا۔ ایک ایسے گاؤں میں جہاں ریل بھی نہیں آپ پیدا ہوئے۔ آپ کے پاس کوئی مال نہیں تھا۔ جائداد نہیں تھی بادشاہت نہیں تھی۔ حکومت نہیں تھی۔ ایسی حالت میں آپ کھڑے ہوئے اور اعلان کیا کہ خدا کے حکم کے ماتحت کھڑا ہوا ہوں۔ میرے پاس دولت نہیں۔ مگر خدا اور اسکے رسول کی محبت کی دولت ہے۔ میرے پاس علم نہیں۔ مگر قرآن ہے۔ اور اس سے بڑھ کر کوئی علم نہیں۔ میرے پاس کوئی گدی نہیں۔ مگر میرے آقا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گدی خالی پڑی ہے۔ اس کی خدمت کیلئے کھڑا ہوا ہوں۔ بیشک میرے پاس کچھ نہیں۔ مگر خدا چاہتا ہے۔ کہ میرے ہی ہاتھ سے سب کچھ کرے۔ دیکھو اور غور کرو۔ کس بوتے پر یہ آواز نکلتی ہے کوئی ظاہری چیز آپ کے پیچھے نہیں ہے جس کا آپ کو سہارا ہو۔ ایک تن تنہا انسان ہے جو اس لئے کھڑا ہوتا ہے۔ کہ خواہ کچھ ہو اسلام کو سب مذاہب پر بالا کر دونگا۔ اسکی یہ آواز سن کر مولوی کہلانے والے کتوں کی طرح اس پر آ پڑتے ہیں۔ کہ اسے پھاڑ ڈالیں۔ انہوں نے خود تو کچھ نہ کیا مگر جو اسلام کی خاطر کھڑا ہوا اس پر پل پڑے پھر مسلمان ہی نہیں۔ عیسائی آریہ۔ ہندو سکھ بھی آپ کے خلاف ہو گئے۔ حکومت بھی اور رعایا بھی آپ کی مخالفت پر تل گئی۔ یورپ اور امریکہ تک نے آپ کے خلاف زور لگایا۔ غرض آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر کی سب طاقتوں نے کہا ہم اسے مٹا دینگی۔

ان کے مقابلہ میں آپ نے فرمایا۔ بیشک میں کمزور ہوں۔ میرے پاس کوئی طاقت نہیں۔ کوئی جتھہ نہیں۔ کوئی قوت نہیں۔ مگر میرا خدا مجھے کہتا ہے۔ دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ اور آپ نے کہا۔ اے مولویو سن رکھو اے گدی نشینو یاد رکھو۔ اے یورپ و امریکہ کی حکومتو اور ایشیا اور جزائر کے باشندو سمجھ لو۔ کہ گو میں کچھ نہیں۔ مگر زبردست جبار اور قادر خدا کا پتھر ہوں۔ جو مجھ پر گریگا۔ چکنا چور ہو جائے گا۔ اور جس پر میں گرونگا۔ اسے پیس دونگا۔ آپ نے یہ کس وقت اور کس حالت میں کہا۔ اسوقت جبکہ ساری دنیا آپ کی مخالف تھی اور آپ اکیلے کھڑے تھے۔ پھر سلسلہ کا یہ پہلوان اس طرح کھڑا ہوا۔ کہ اسکے ترکش میں تیر نہیں سپاہی ساتھ نہیں۔ حکومت قبضہ میں نہیں۔ مگر باوجود اس کے وہ قوت اور وہ طاقت اس نے دکھائی کہ ان حکومتوں ان دشمنوں اور ان رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی گدی کے دعویٰ پر ناچنے والوں کو گرانا شروع کیا۔ کچھ یہاں سے لئے۔ کچھ وہاں سے۔ کچھ ادھر سے لئے کچھ ادھر سے۔ اور آج کچھ لوگ تو یہ بیٹھے ہیں اور لاکھوں پیچھے ہیں۔ مولویوں نے آپ پر کفر کی تلوار چلائی۔ گالیوں کے تیر برسائے۔ حکومت کو کہا گیا کہ باغی ہے۔ اسے پیس ڈالو۔ لیکن پھر اسی منہ سے ان نابکاروں نے یہ بھی کہا۔ کہ انگریزوں کا جاسوس ہے۔ قابل غور بات ہے۔ کہ کیا کبھی جاسوس بھی باغی ہوتے ہیں یا باغی جاسوس۔ لیکن ان لوگوں کی غرض تو حضرت مرزا صاحب کو نقصان پہنچانا تھی۔ جو ان کے جی میں آیا کہتے چلے گئے۔ انہوں نے حکومت کو اکسانے میں کوئی

دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اور رعایا کو بھڑکانے میں بھی کوئی کمی نہ کی۔ اور سب نے آپ کا مقابلہ کیا۔ مگر کون جیتا۔ کیا خدا کا بیج نہ جیتا۔ اور اس نے جماعت نہ قائم کی۔ ساری دنیا کے تختہ پر آپ کی قائم کردہ جماعت کے مقابلہ کی کوئی جماعت تو دکھاؤ۔ مسیح موعود کی جماعت وہ ہے۔ کہ اسکی جیبیں خالی ہیں۔ مگر دل بہت وسیع ہیں۔ جسم کمزور ہیں۔ مگر حوصلے بہت بلند ہیں۔ دنیا کے مقابلہ میں آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ مگر خدا کے لئے اور خدا کے دین کیلئے ساری دنیا کے مقابلہ میں کھڑی ہو کر اور تکلیفیں اٹھا رہی ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم کو جاری کرنے اور اسکے مطابق زندگیاں بنانے میں اسقدر کوشاں ہے۔ کہ دشمن بھی بول اٹھے ہیں۔ کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جماعت کا نمونہ دیکھنا ہو۔ تو وہ احمدی جماعت ہے کہتے ہیں۔ خوبی وہ ہے جس کا دشمن بھی اقرار کرے۔ غیر احمدیوں کے ایک اخبار "ہمدم" لکھنؤ نے لکھا تھا۔ کہ احمدیوں میں خدمت دین کا جو ولولہ اور جوش ہے۔ اس کا نمونہ آج سے تیرہ سو سال قبل رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھیوں میں ہی مل سکتا ہے۔ اسی طرح اور کئی مخالف اخبارات نے اعتراف کیا ہے۔ کہ اگر کوئی جماعت دین کی خدمت کر رہی ہے۔ تو وہ احمدی جماعت ہے۔ مگر اے مولویو! اور اے جبہ پوشو! تم کوئی ایک ہی تحریر کسی غیر مسلم شخص کی ایسی دکھا دو جسمیں یہ لکھا ہو۔ کہ مولوی ثناء اللہ یا مولوی مرتضےٰ حسن محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابیوں کا نمونہ ہیں۔ یا کسی غیر کو جانے دو۔ آپ ہی کھڑے ہو کر کہدو۔ کہ تم لوگ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کا نمونہ ہو۔ تمہارا منہ نہیں ہے کہ اپنے متعلق آپ بھی یہ کہہ سکو۔ لیکن ہمارے متعلق ہمارے دشمن یہ کہہ رہے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب کی صداقت

پس میں پوچھتا ہوں۔ آخر صداقت کا کوئی ثبوت بھی ہوتا ہے کہ نہیں۔ اگر ہوتا ہے۔ تو جو بھی ہے وہ سارے کا سارا حضرت مرزا صاحب کے لئے موجود ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ اسلام زندہ ہوا۔ قرآن کریم زندہ ہوا۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام زندہ ہوا۔ خدا کی توحید زندہ ہوئی۔ ہر نبی زندہ ہوا ہر نبی زندہ ہوا۔ پھر راستباز نے دوبارہ حیات پائی۔ پس حضرت مسیح موعود کوئی معمولی انسان نہ تھے۔ آپ نے رسولوں اور ان کی تعلیموں کو زندہ کیا ہے۔ پہلے مسیح نے تو بقول غیر احمدیاں چند مچھیوں کو زندہ کیا تھا۔ مگر اس نے نبیوں کو زندہ کیا ہے۔ پھر بھی کہتے ہیں اس نے کیا کیا۔ وہ کونسی خوبی اور وہ کونسی صداقت ہے۔ جو کسی نبی میں پائی جاتی ہو۔ مگر حضرت مرزا صاحب میں نہیں۔ تم لوگ اعتراض کی زبان دراز کرتے ہو۔ کرو۔ مگر یہ تو بتاؤ تمہارا کونسا اعتراض ہے۔ جو پہلے نبیوں پر نہیں پڑتا۔ پھر تمہیں کس بات کا انتظار ہے۔ سورج چڑھ آیا۔ خدا کا نبی آگیا۔ اسلام کو اس نے زندہ کیا۔ اور دشمنوں نے مان لیا۔ مگر اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام لیواؤ اور مسلمان ہونے کا دعوےٰ کرنے والو کیا تمہیں اسلام کا زندہ ہونا پسند نہیں آیا۔ اور تم نے اسلام کی زندگی کے مقابلہ میں اپنے نفسوں کو موٹا کرنا ضروری سمجھا۔ کاش تمہیں تمہاری مائیں نہ جنتیں۔ اور اگر جنتیں تو اس وقت سے قبل تم مرجاتے۔ کہ تمہارے جسم اور ناپاک جسم اسلام کی طرف منسوب ہو کر باعث شرم بنتے

مولویوں نے اسلام کو بدنام کیا

اسلام کی ایک ایک بات کو بگاڑ کر تم نے اسے بدنام کیا اور غیروں کی نظروں میں حقیر ٹھہرایا ہے۔ تم نے کہا ہندوستان سے ہجرت کر جانا قرآن کا حکم ہے۔ لیکن اے بے شرمو۔ پھر تم نے خود ہی لوگوں کو کہا کہ ہجرت نہ کرو۔ تم نے کہا انگریزوں سے ترک موالات کرنا اسلام کا حکم ہے۔ مگر اے بے شرمو تم نے خود اسکی خلاف ورزی کی۔ تم کہتے تھے خلافت ترکی کے بغیر اسلام زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور یہ اسلام کیلئے نہایت اہم اور ضروری چیز ہے۔ لیکن اے بے حیاؤ کان سے پکڑ کر ایک خلیفہ کو نہیں بلکہ دو کو ملک سے نکال دیا گیا۔ خلافت کا نام تک مٹا دیا گیا۔ مگر تم نے لب تک نہ ہلائے۔

ہمارے ماتھے اور تمہاری پیٹھیں زخمی ہیں

اسکے مقابلہ میں ہماری طرف دیکھو۔ حضرت مرزا صاحب نے پہلے دن جو کہا۔ مصیبتوں کے پہاڑ گر پڑنے پر بھی نہ چھوڑا۔ پھر ہم نے بھی جو راہ اختیار کی۔ اس سے سرمو ادھر ادھر نہ ہوئے۔ ہجرت کے معاملہ میں۔ ترک موالات کے معاملہ میں۔ خلافت کے معاملہ میں تم نے شکست کھائی اور بری طرح کھائی۔ اس مقابلہ میں تمہاری پیٹھیں زخمی ہیں۔ کیونکہ تم پیٹھ دکھا کر بھاگے۔ زخم تو ہمیں بھی لگے۔ مگر ہمارے ماتھے اور سینے زخمی ہیں۔ کیونکہ ہم ماتھے اور سینے پیش کرتے رہے۔ اور دشمن ہمارے ماتھے پر زخم لگاتا رہا پھر کس منہ سے تم دعوےٰ کرتے ہو کہ ہم سچے ہیں۔ تمہارے پاس سچائی کی کونسی علامت ہے۔ تمہارے پاس محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیا چیز باقی ہے۔ کیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم تمہارے پاس ہے۔ اگر ہے۔ تو کیوں تم لوگوں کو وہ علوم اور وہ نکات نہیں معلوم ہوتے۔ جو اس شخص کی جماعت کے ادنےٰ ادنےٰ لوگوں کو معلوم ہیں۔ جو تمہارے نزدیک کافر اور دجال ہے۔ پھر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت میں جو روحانیت چھوڑی ہے۔ وہ تم میں کہاں ہے کوئی ایک بھی ہے تم میں جو خدا کا کہلا سکے۔ اور اسے دعویٰ ہو۔ کہ خدا تعالیٰ اس سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اگر کوئی ہے تو سامنے آئے۔ لیکن ہماری چھوٹی سی جماعت میں سینکڑوں نہیں ہزاروں ایسے آدمی ہیں۔ کہ جن سے خدا تعالیٰ نے کلام کیا۔ مگر اے مردو! تم چالیس کروڑ میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے۔ پھر وہ کیا چیز ہے۔ جس پر تم اسقدر شور و شر مچاتے ہو۔ کیا یہ حیض کے چیتھڑے نہیں ہیں جنہیں تم لئے پھرتے ہو۔

حضرت مرزا صاحب کے مقابلہ پر آنیوالی ہر چیز کو خدا نے مٹایا

تم نے ایک ایک چیز کو حضرت مرزا صاحب کے مقابلہ میں رکھا اور خدا نے اسے مٹا دیا ایک وقت تھا۔ جب تم کہتے تھے۔ اہل عرب نے مرزا صاحب کو نہیں مانا۔ مقامات مقدسہ کے محافظوں نے قبول نہیں کیا۔ ہم کس طرح مان لیں۔ لیکن تمہارے مونہوں سے خدا نے حاکم مکہ و مدینہ کو باغی اور غدار کہلایا۔ پھر تم نے کہا ترکی حکومت جب تک قائم ہے۔ امام مہدی نہیں پیدا ہو سکتا۔ خدا نے اسے بھی پاش پاش کر دیا۔ پھر تم نے کہا ترکوں کا خلیفہ اصلی اسلامی خلیفہ ہے۔ خدا نے اسکو بھی نکال دیا۔ اب میں پوچھتا ہوں۔ اور کیا اسلام سے کیا جائے۔ کہ تم سمجھ سکو وہ مٹ گیا ہے۔ کیا تمہارا یہ مطلب ہے کہ سارے کے سارے مسلمان کہلانے والے اپنے آپ کو مسلمان بھی نہ کہلائیں اور عیسائی ہو جائیں یا سارے کے سارے جنیو پہن لیں۔ اور کونسی مصیبت باقی ہے۔ جسکی انتظار میں تم لوگ بیٹھے ہو۔ کاش اب بھی تم لوگ سمجھتے اور خدا کے غضب کو اور نہ بھڑکاتے۔ مگر افسوس ہے جسے خدا اندھا کرے۔ اسے کوئی دکھا نہیں سکتا۔

ہم کس مقام پر کھڑے ہیں

خدا نے ہم کو اس مقام پر کھڑا نہیں کیا۔ کہ ہم ان لوگوں کی دل آزاریوں اور تکلیف دہیوں سے گھبرا جائیں۔ کیونکہ جیسا کہ ہمیشہ سے سنت ہے۔ مقرر ہے۔ کہ ان پر ہمیں ظاہری فتح بھی حاصل ہو۔ جو فاتح قادیان کہلاتے ہیں۔ اسوقت انکی اولاد اسی طرح ان کے نام سے شرمائیگی جس طرح ابوجہل کی اولاد شرماتی تھی۔ دنیا دیکھیگی کہ میری یہ باتیں جو لکھی اور چھاپی جائینگی پوری ہونگی اور ضرور پوری ہونگی۔ کہ ان لوگوں کی نسلیں جو بعد میں آئینگی وہ یہ کہنا پسند نہ کرینگی۔ کہ محمد حسین یا ثناء اللہ کی اولاد ہیں۔ وہ یہ کہنے سے شرمائینگی۔ ان کے نام سن کر انکی گردنیں نیچی ہو جائینگی۔ اور مرتضےٰ حسن جو سید کہلاتا ہے۔ اسکی یہ سیادت باطل ہو جائیگی۔ اب وہی سید ہوگا۔ جو حضرت مسیح موعود کی اتباع میں داخل ہوگا۔ اب پرانا رشتہ کام نہ آئیگا کہ ان رشتہ داروں نے اسکی ہتک کی مسلمان کہلا کر۔ اسلام کے نام لیوا

خوست میں شورش

شوریدہ سر ملانوں کی فتنہ انگیزی

بیکس احمدیوں پر مظالم

ہزایکسیلنسی امیر کابل اور احمدیت

الہ آباد کا انگریزی اخبار پائنیر رقمطراز ہے۔ کہ پشاور کی اطلاعات سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے۔ کہ حکومت افغانستان بغاوت خوست کے فرو کرنے میں کامیاب ہو رہی ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ قبائل کے بعض لشکر امیر کی افواج کو چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ اور یقین کیا جا رہا ہے۔ کہ باغیوں کی مزاحمت کمزور ہو رہی ہے۔ کابل اور ماتون کے مابین ٹیلیفون کے ذریعہ سلسلہ پیام رسانی بحال ہو گیا ہے اور بعض چوکیاں بھی واپس لی جا چکی ہیں۔ اس اثنا میں ایک عجیب و غریب واقعہ رونما ہوا ہے۔ سابق امیر یعقوب خان کے دو بیٹوں نے جو چند سال کے لئے ڈیرہ دون میں نظر بند تھے۔ افغانستان کی طرف جانے کی کوشش کی۔ وہ پارہ چنار میں دوبارہ گرفتار کر لئے گئے۔ اور اب ڈیرہ دون میں واپس بھیجدئے گئے ہیں۔ غالباً اب ان پر بیش از بیش قیود عاید کی جائینگی۔

پائنیر کے سرحدی نامہ نگار نے ایک تار میں بغاوت خوست کے اسباب و وجوہ پر بحث کرتے ہوئے کہا ہے۔ کہ افغانستان کی جدید اصلاحات و قوانین کی وجہ سے خوست میں شورش برپا ہوئی ہے۔ کیونکہ جدید نظام سے قبائل کا سیاسی اور اقتصادی نظام تہ و بالا ہو جاتا ہے۔ بیشتر ہی ردعمل اور مزاحمت کے آثار نظر آ رہے تھے۔ اور حکومت افغانستان کو اپنی نشاۃ ثانیہ کے اہم دور میں سے گذرنے کے لئے مخالف عناصر سے لازمی طور پر دوچار ہونا تھا۔ بلا شبہ خوست کی موجودہ بغاوت کی وجہ افغانستان کی جدید آئینی اصلاحات ہیں۔ مگر حکومت خوست سے گذشتہ ایام میں کوئی ایسی کارروائی ظہور پذیر نہیں ہوئی۔ جو اہل خوست کے لئے اس قدر موجب ناراضی ہوتی۔ کہ بغاوت و ہیجان کی نوبت آجائے۔ رفقائے امیر یعنی جدید ضابطہ فوجداری کی تعزیری دفعات کے متعلق یہ خیال پیدا ہو گیا ہے۔ کہ وہ قدیم اور مسلم قانون شریعت کے خلاف ہے۔ کم از کم قبائل کے سرداروں اور علماء کا تو یہی فتویٰ تھا۔ کیونکہ وہ اس انقلاب قانون کی جدید تنظیم اور جوں کے تقرر کو اپنے حقوق و اختیارات کا منافیانہ اختصار تصور کرتے تھے۔ دور دور تک اس امر کی اشاعت کی گئی ہے کہ حکومت افغانستان بدنیت ہو گئی ہے۔ اس پر انواع و اقسام کے دلفریب جھوٹوں سے حاشیہ آرائی کی گئی ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ اعلیحضرت امیر غازی احمدی ہو گئے ہیں۔ اور انہوں نے مسجد میں عوام کے ساتھ نماز گذاری ترک کر دی ہے۔ اور رمضان المبارک کے تیس روزوں میں تخفیف کرکے دس روزوں کا حکم دیدیا ہے (احمدی سارا رمضان روزے رکھتے ہیں) اس تبلیغ کا پہلا اثر یہ ہوا کہ احمدیہ دیہات اور افراد پر حملہ کیا گیا۔ اس کے بعد یہ تحریک ترقی کرکے حکومت کے خلاف مظاہرات کی صورت میں نمودار ہوئی۔ افواج اور سرحدی چوکیوں پر حملے کر دئے گئے۔ ابتدائے تحریک میں قبائل کے جرگوں کو ماتون میں دعوت دی گئی۔ ہیجان کو رفع کرنے اور سکون و اطمینان کی فضا پیدا کرنے کے لئے زبانی ترغیب اور تحریص بے سود ثابت ہوئی۔ کرنیل قطب الدین جو اپنے علاقہ میں قاضی کرنیل کے نام سے مشہور ہے۔ قبائل کے چند آدمیوں کے ہاتھوں قتل ہو گئے۔ چند اعلیٰ حکام کابل خوست کی طرف روانہ کئے گئے۔ تاکہ منگل قبیلہ کے ساتھ گفت و شنید کریں لیکن یہ کوشش بھی بارور نہ ہوئی۔ افغانی فوج بانوں اور اسلحہ کے ایک گرانقدر نقصان کے بعد کمین گاہوں میں روپوش ہو رہی ہے۔ لادران جو ٹوچی ایجنسی کے سرحدی علاقہ پر قابض ہیں۔ منگل قبیلہ کے ساتھ شامل ہو گئے ہیں۔ اور انہوں نے متعدد سرحدی دستوں اور چوکیوں پر کامیاب حملے کئے ہیں۔ اس شورش کی اصل وجہ حکومت کابل کی جدید آئینی اصلاحات ہی ہیں۔ جنکی وجہ سے عوام پر علماء کے بے جا اور ناجائز اثر و تصرف کو نقصان پہنچتا ہے۔ ورنہ اور کوئی ایسی بات نہیں جسکی وجہ سے خلاف خوست کے علماء بغاوت جیسے ناپاک اور خلاف اسلام فعل کے لئے آمادہ ہو جاتے۔

مختصر خبریں

—— مسٹر گاندھی نے اپنے اخبار ینگ انڈیا میں لکھا ہے کہ میں اس سوال پر سنجیدگی سے غور کر رہا ہوں۔ کہ کیا ملک کے مفاد کے لئے یہ بہترین خدمت نہ ہوگی۔ کہ میں پبلک زندگی اور سرگرمی سے قطعاً علیحدہ ہو کر پارچہ بافی کے کام میں مشغول ہو جاؤں۔

—— پٹنہ ۸ مئی۔ ڈائرکٹر صیغہ حفظان صحت کا بیان ہے کہ بہار میں ہیضہ کی وبا ابھی پھیل رہی ہے۔ اور اس سے اب تک دس ہزار سے اوپر اموات ہو چکی ہیں۔

—— الہ آباد۔ ۶ مئی۔ ہردوئی کے ضلع میں خوفناک بگولے سے تین گاؤں تباہ ہوئے۔ ۲۶ جانیں تلف ہوئیں۔ ۸۰ کو ضربیں لگیں۔ ۱۸۰ مویشی ہلاک ہوئے۔ ہوا کے زور سے درخت جانور بھی سو میل کے فاصلہ پر جا پڑے۔ جوہڑوں کا پانی اڑ گیا۔ خشک زمین نکل آئی۔ جو درخت بچے۔ وہ آگ سے جھلسے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔

—— بمبئی ۶ مئی کو پارہ اور لوہان کے درمیان بمبئی میل میں آتشزدگی کے باعث ڈاک کے چار سو تھیلے جل گئے۔

—— حکومت ترکیہ نے حکم صادر کیا ہے۔ کہ ترکی کے کسی مدرسہ میں کسی خلیفہ کا فوٹو نہ رکھا جائے۔

—— خلیفوں کے محل میں ابھی تک قفل پڑا ہے۔ تجویز یہ ہے کہ اسکو عجائب خانہ میں تبدیل کیا جائے۔

—— وہ بینڈ جو ترکی کی سلامتی کے وقت جو بینڈ باجا بجا کرتا تھا۔ اب وہ اناطولیہ کے یتیم بچوں اور مصیبت زدہ مہاجرین کی تفریح کے لئے بجایا جاتا ہے۔

—— مولوی ابوالکلام صاحب آزاد نے یورپ جانے کے لئے پروانہ راہداری کی درخواست کی تھی۔ اور یہ بھی اقرار کیا تھا۔ کہ وہ کسی سیاسی امر میں دخل نہ دینگے۔ لیکن حکومت نے درخواست مسترد کر دی ہے۔

—— دیوسماج یعنی دہریہ سنگٹی کے بانی دیوگرو صاحب کے خلاف ان کے لڑکے نے جو دعویٰ دائر کیا ہوا تھا۔ اس کا فیصلہ ہو گیا ہے۔ مجسٹریٹ صاحب نے دیوگرو صاحب کے لڑکے کو ۵ روپے ماہوار تا زیست کی ڈگری معہ خرچہ عدالت دی۔ بنائے مقدمہ یہ تھی کہ دیوگرو صاحب نے چونکہ ایسا لڑکا پیدا کیا ہے

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا)